قادیان میں جشن

گورنمنٹ عالیہ کے مشتہرہ اعلان کے مطابق احمدیہ جماعت نے جشن فتح بڑے دھوم دھام سے منایا ۔ ۱۳ تاریخ سے سولہ تاریخ تک کھیلیں وغیرہ ہوتی رہیں جنمیں قادیان کی تمام احمدی پبلک حصہ لیتی رہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بنفس نفیس تشریف لیگئے ۔ ۱۶ دسمبر کو ایک عظیم الشان ٹی پارٹی امور عامہ کی طرف سے سکول گراؤنڈ میں جماعت کے بڑے بڑے افراد کو دی گئی ۔

اس جشن میں ہمارے احمدی نوجوان جو کہ کالجوں سے جشن منانے کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے خوب حصہ لیتے رہے

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے نہایت عمدگی اور قابلیت سے اس جشن کے انتظام کو سرانجام دیا ۔

(انوار) پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر و ایڈیٹر قادیان کے چھپکر شائع ہوا

قومی گیت

از جناب محمد علیخاں صاحب اشرف ہیڈ ماسٹر

خلدِ بریں کا تخت ہے قادیاں ہمارا — جنت نشاں نہ ہو کیوں پھر ہر مکاں ہمارا

پودے ہیں ہم اُسی کے ہم ہاتھ کی لگائے — بیشک مسیح و مہدی ہے باغباں ہمارا

تیرِ حسد سے حاسد کچھ بھی نہیں بگڑتا — جبکہ خدائے قادر ہے مہرباں ہمارا

دشمن خراب ہوں گے دنیا میں جو ہیں اپنے — چمکیگا فضلِ حق سے نام و نشاں ہمارا

جو احمدی ہیں بیشک ہیں دیندار و عابد — فضلِ خدا کے نیچے ہے قادیاں ہمارا

شیریں زبان ہے اسکی باتیں ہیں سب پیاری — محمودِ کبریا ہے یہ نوجواں ہمارا

دشمن کا اب تو کھٹکا ہرگز نہیں ذرا بھی — جب قادیاں بنا ہے دارالاماں ہمارا

وہ مرشدِ یگانہ علموں کا تھا خزانہ — تھا نورِ دینِ احمد قرآں داں ہمارا

ہم جب خدا کے ٹھہرے اور ہے خدا ہمارا — پھر ہے زمین اپنی اور آسماں ہمارا

بادِ خزاں کا ہمکو مطلق نہیں ہے کھٹکا — احمد کے باغ میں ہے جب آشیاں ہمارا

پھولا پھلا جہاں میں توحید کا چمن ہے — مہکا ہوا ہے سارا ہندوستاں ہمارا

کھیتی جو کبھی بنجر اری حبانی رہی وہ ساری — دل ہو گیا اب تو یہ شادماں ہمارا

لنڈن میں باغ احمد جب لگ چکا ہے یارو
دیں مان لے گا اک دن سارا جہاں ہمارا

عیسائی آریہ سب حیرت زدہ پڑے ہیں — خم ٹھوک کر کھڑا ہے جو پہلواں ہمارا

کر لیگا لیکچروں سے تسخیر سارا عالم — احمد کا جو ہے بردہ ہے خوش بیاں ہمارا

بلبل بنیں گے اب تو سب دیکھکر بہاریں — پھولا پھلا ہوا ہے یہ گلستاں ہمارا

بلبل کبھی ہے چہکتی خوشبو کبھی ہے مہکتی — آیا بہار پر ہے باغِ جناں ہمارا

ہے رعب دشمنوں پر آتے نہیں مقابل — خامہ ہے اور زباں ہے تیر و سناں ہمارا

جو آئیگا مقابل کب فتحیاب ہوگا۔ — مانے گا وہ اکدن سارا جہاں ہمارا

قرآن دانی اپنی مشہور ہو گئی ہے — مانا گیا ہے صادق جادو بیاں ہمارا

جتنے کہ ہیں مذاہب اُن پر رہے گا غالب
اسلام ہے جو اشرف حرزِ جہاں ہمارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خلافت صدیق

ایڈیٹر الحکم کا ایک لطیف مضمون۔

گذشتہ سے پیوستہ

(۲۹) اب ان واقعات کو پھر اپنے ذہنوں میں تازہ کرو حضرت صدیق اکبر نے کس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا۔ اپنے وطن (مکہ) میں آرام سے بیٹھے تھے قوم میں مسلّم محترم معزز ہیں تجارت اور تمول میں مشہور ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے اسکے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے میں ان مصائب اور مشکلات کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے جو اس تصدیق کا نتیجہ ہونے والی تھیں گویا کہ آپ نے بِھڑوں کے چھتہ کو چھیڑ دیا۔ تمام قوم کو دشمن بنا لیا۔ پھر رسول کریم کے حضور دینی ضرورتوں کے پیش آجانے پر اپنا جمع جتھا سب خرچ کر دینے میں دریغ نہیں کیا۔ آخر جب جاں بازی کے امتحان کا وقت آیا۔ تو جاں بکف ہو کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ان اعمال صالحہ نے مہر کر دی تھی اس بات پر کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہبر و ہر کام میں ناصر و معین ہیں بعد وفات بھی رہیں گے۔ اور اسپر ہی آپ کا خاتمہ ہوگا۔ آپ کا آخری مقام اس بات پر دلیل ہوگا کہ خدا نے جو ابدی رضا کا سارٹیفکیٹ دیا تھا وہ ابدالآباد کے لیے ایک بولتا ہوا گواہ ہوگا۔ جس پر میں آخر میں کچھ انشاء اللہ تعالیٰ روشنی ڈالوں گا۔

سورۃ الانبیاء کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝

اور بیشک ہم نے ذکر کے بعد توریت میں لکھ دیا کہ الارض کے وارث میرے عباد صالحین ہوں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ الارض یعنی وعدے کی زمین (کنعان) کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلوایا مطہر تھا یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت دلیل ہے کیونکہ اسکے آگے فرمایا

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

اب واقعات کی روشنی میں اس پیشگوئی کو لاؤ۔ وہ پیشگوئی معلق تھی۔ وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ کے عہد میں پوری ہو پائیں

یہ وعدہ اولاً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا تھا۔ چنانچہ پیدائش ۱۷ باب میں فرمایا کہ میں تجھکو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعاں کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لیے ملک ہو۔

یہاں قرآن مجید میں جو اس کی پیشگوئی کی تجدید فرمائی اور کہا کہ یرثھا عبادی الصٰلحون اس میں

ایک وقت اٹھ ادی ہو کہ جس قدر برکات اور فیوض سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جناب موسیٰ علیہ السلام تک متواتر چلے آئے ہیں۔ ان سب کا عظیم مورد جناب رسول کریم ہوں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو وعدہ کی زمین ملی۔ ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملتی مگر اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ آپ کی مبارک زندگی کا غیر فانی سلسلہ آپ کے جانشینوں میں جاری ہو۔ اور ان قدسیوں کو اس برگزیدہ جوہر کے ٹکڑے یا شجر مبارکہ کے آثار ثابت کرنا مقصود تھا۔ اسلیے یہ پیشگوئی فاروق اعظم کے ہاتھ پر پوری ہوئی۔

(۳۱) یہ کھلی کھلی آیات ہیں دانشمند اور سلیم الفطرۃ انسان ان کے انکار سے ڈر جاتا ہو۔

فاروقی خلافت نے اسلام کو کس قدر قدر نفع پہنچایا۔ اور اس کی امت کہاں تک پہنچی یہ بڑی تفصیل ہے۔ مگر میں مشہور مورخ گبن کے ایک فقرہ میں دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ فاروقی عہد کیسا مبارک عہد تھا۔ گبن کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے چھتیس ہزار شہر اور قلعہ فتح کیے۔ اور اقامت الصلوٰۃ کے لیے چودہ سو مسجدیں بنائیں۔

غور کرو ان فتوحات سے اسلام کو کس قدر فائدہ پہنچا۔ آج ایک شخص ذرا سا غیر معمولی کام قوم کے لیے کرتا ہے تو اسکے بیچو کھنڈے کیے جاتے ہیں اور مختلف قسم کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں۔ اور ضروری سمجھتے ہیں کہ آئندہ نسلوں کی یاد سے ان کا نام اور کام مٹ نہ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تیرے سبب سے ایک شخص بھی ہدایت پا جاوے تو تیرے لیے بڑی قیمتی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ امرون بالمعروف اور ناھون عن المنکر کی جو فضیلت بیان فرماتا ہو وہ ظاہر ہے اب اسپر فاروقی فتوحات کا فیصلہ کرسکے کون ایسا دل ہوگا کہ اس جلیل الشان نبی پر جس کے طفیل سے اس سعادت مند روح نے یہ فیض پایا اور خود اس جلیل القدر فاتح پر درود پڑھنے کو جوش نہ اس میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ زور سے اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد وعلی خلفاء محمد و بارك وسلم پڑھیں۔

(۳۲) آخر میں میں ایک امر کی طرف خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا اشارہ میں نے پیچھے کیا ہو۔ خدا تعالیٰ نے اسلام کے ابدی اور غیر فانی مذہب ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر جہاں بہت سے دلائل دیئے ہیں ان میں ایک خاص دلیل بھی ہے اور وہ قابل غور ہے۔ دیکھو مکہ (ام القریٰ) جس کی چھاتیوں سے آئندہ دنیا کی قومیں صداقت اور روحانیت کا دودھ پینے والی تھیں اس کو ہر قسم کے دست برد سے محفوظ رکھا۔

اور اسکے دودھ یعنی قرآن کریم کے متعلق بھی ابدی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور پھر دنیا کے بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء کے نشانات کو مٹنے دیا گیا۔ ابراہیم اسحٰق۔ یعقوب موسیٰ علیہ السلام کے نشانات مٹائے گئے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کو قائم رکھا اور نہ صرف یہ ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی ارادہ اور مشیت کے ماتحت حضرت ابوبکر اور حضرت فاروق اعظم کو آپکے پاس محفوظ و امن اور جنت الماویٰ میں جگہ دی۔ چونکہ انھیں پاک وجودوں کے ذریعہ بار بار اسلام کو ہر ایک فتنہ سے بچایا اور بڑھا اور پھولا۔ اسلیے ضروری تھا کہ رسول کریم کی طرح ان کے آثار بھی محفوظ رہتے اور رسول کریم کے پہلو میں یہ سونے والے اسلام کے جلیل القدر پہلوان اور اولو العزم انسان اپنے ارتقا

روزانہ ترقی کریں۔ یہ بڑا بھاری نشان ہے اس میں تمام جہان کے مومنوں کے لیے نشان ہے۔ خدائے حکیم کی ایک ناطق آواز ہے۔ جو قیامت تک آتی رہے گی ان بزرگوں کے اخلاص۔ صدق۔ وفا کا اعلان کرتی رہیگی خدائے حکیم وعزیز کی یہ ایک ایسا فعل ہے جو ان تمام اعتراضات اور مطاعن کا مسکت جواب ہے جو ان پر کیے جاتے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ وہ سرزمین جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے ہیں کہ رحمت الٰہی کی سرزمین ہے جہاں دنیا بھر کے درود وصلوٰۃ پہنچانے کو ملائکہ سماوات کے نزول کا تار بندھا رہتا ہے اسی پاک اور مبارک روضہ میں ان بزرگوں کو جگہ ملی جو اس سے صاف ظاہر ہے کہ منشاء الٰہی کیا ہے۔

(۳۳) خدا کے ارادے کے سوا کون اتنے فضائل اپنے اندر جمع کر سکتا ہے۔ پھر فتح مکہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زبردست گواہ اور ثبوت ہے اسی طرح صحابہ کی عظمت اور قدوسیت پر ایک گواہ ہے کیونکہ جس جماعت کی معیت میں آپ نے اسے فتح فرمایا۔ اسے خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر قدوسی فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب دس ہزار صحابہ تھے اور توریت میں کہا گیا تھا کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئیگا۔ پس یہ دس ہزار کا عدد خدا کے علم اور قدرت کا ظہور اور خدا تعالیٰ کے قدیمی وعدوں کے پورا ہونے کا نشان تھا۔ جیسا کہ توریت میں استثنا ۳۳/۲ میں لکھا ہے خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی اور بخاری میں ابن عباس سے یہ روایت آئی ہے کہ دس ہزار صحابہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔

اب غور کرو ادھر تورات میں دس ہزار کا عدد بتایا گیا ہے اور یہاں فتح مکہ کے دن آپ کے ساتھ پورے دس ہزار صحابہ ہیں کیا یہ کوئی اتفاقی امر ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صحابہ کو جہاں قدوسی کہا گیا ہے یہ خدا تعالیٰ کی آواز ہے جو صحابہ کی بریت اور تقدیس کیلیے آسمان سے بلند ہوئی پھر اس پیشگوئی کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے کہ بائبل باوجود یکہ ترجمہ در ترجمہ ہو رہی ہے لیکن یہ لفظ آجتک بدستور اس میں قائم ہوتا ہے کہ یہ حجت اور نشان ہو۔

اب ایک اور بات پر غور کرو کہ یہ دس ہزار قدوسی جنکو خدا تعالیٰ قدوسی کہتا ہے انھوں نے شرح صدر سے اپنے اس رئیس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ تعلیم کر کے اس پر مہر لگا دی کہ یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مشیت کے نیچے ہے۔ یہ منصوص خلافت ہے اور اس سند یافتہ جماعت نے حضرت صدیق اکبر اور ان کے بعد فاروق اعظم اور پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم کو یکے بادیگرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق اور امین جانشین اور خدا تعالیٰ کا خلیفہ اور امام اور وارث تسلیم کیا ان کے کاموں نے بتا دیا کہ فی الحقیقت خدا کے خلیفے اور اسی کے قرار کردہ امام اور وارث النبی تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ خلافت راشدہ کے ان باہر روشن نشانوں کی موجودگی میں کوئی شخص انکار کرنے کی جرارت کیوں کر سکتا ہے۔ میں ایک بات کہہ کر اس مضمون کو ختم کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام دنیا میں تفرقہ مٹانے کے لیے آیا ہے اور وہ سلامتی اور امن پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس آپس میں محبت و اخوت کے تعلقات کو بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے اختلاف رکھکر بھی اپنی محبت اور ہمدردی کا دامن مروت پھیلاؤ

تاریخ مالابار کا ایک ورق

گذشتہ سے پیوستہ

میں بتا چکا ہوں کہ ای عبدالقادر کی آمد پر جبکہ مسیح موعود کا تذکرہ ابھی ایک چاردیواری سے باہر نہیں نکلا تھا۔ علماء نے اس ذکر کو سنکر فوراً ہی اپنا آخری ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیا تا عوام الناس جو کہ لفظ کفر کی وجہ سے سخت مرعوب ہوتے ہیں رعب میں آکر مسیح موعود کے تذکرے کو چھوڑ دیں۔ جس طرح اندھیرے جانوروں کے لیے سورج کی آمد انکی ہلاکت سے کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح ظلمانی انسان بھی جبکہ روحانیت سورج چڑھتا ہے ماتم کرتے ہیں تاکہ کوئی انکی حرکات شنیعہ اور افعال ذمیمہ اور بری سیرت و صورت سے مطلع نہ ہو جائے۔ اسی طرح علماء مالابار نے فوراً ہی مدعی مہدویت کو کافر کا فتویٰ دیدیا تاکہ اس لفظ کے رعب میں آکر کوئی شخص اس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ کوئی اسکی کتابوں کو پڑھے لیکن وہ نادان اتنا نہ جانتے تھے کہ وہ [illegible] میں یہ طاقت ہے کہ مالاباری سنگلاخ بنجر زمین میں [illegible] نکالنے کے لیے پنجاب کی ایک بستی سے روحانیت کا بیج [illegible] میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اسکے نشوونما کے لیے ان مولوی کیڑوں کوڑوں کا بند کرے۔ جو کہ [illegible] نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے پیچھے ذکر کیا ہے کہ جبکہ ای عبدالقادر صاحب

حصول ملازمت کے لیے کوچی میں گئے۔ تو ایک اور صاحب بھی وہاں گئے ہوئے تھے جنکا نام ابراہیم کنجی تھا۔ کے۔ ایم ابراہیم صاحب کے بڑے بھائی محمد کنجی صاحب ای عبدالقادر کے بڑے دوست تھے وہ بھی رخصت پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ کے۔ ایم۔ ابراہیم صاحب فطرتاً بہت ذہین اور سمجھدار تھے۔ وہ بھی اپنے بھائی کی وجہ سے ای عبدالقادر صاحب کی مجلس میں آئے تو مسیح ناصری کی وفات اور مسیح محمدی کی آمد پر ذکر ہو رہا تھا۔ کے ایم ابراہیم صاحب کے دل میں فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ان امور پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ آیا فی الواقع ہی مسیح ناصری زندہ ہے یا نہیں۔ اور اگر زندہ ہے تو اسکا کیا ثبوت ہے۔ کے۔ ایم۔ ابراہیم صاحب نے میرے ساتھ خود ذکر کیا کہ جیسے جیسے میں طرفین کے دلائل پر غور کرتا مجھے مسیح کی وفات کے دلائل بہت وزنی معلوم ہونے لگے اور وفات قطعی ثابت ہو گئی اور مدعیان حیات کی باتیں بہت ہلکی اور کمزور معلوم ہونے لگیں۔ رفتہ رفتہ انکی فطرت نے اس امر کی طرف رہنمائی کی کہ بیشک مسیح مر گیا ہے یہ پہلا شخص تھا جو ای عبدالقادر صاحب کے ساتھ مسئلہ وفات میں متفق ہوا اس اتفاق عقائد کی وجہ سے اب عبدالقادر کے دل میں کے۔ ایم ابراہیم صاحب کی محبت پیدا ہو گئی۔

کچھ مدت کے بعد ای عبدالقادر صاحب نگوان واپس چلے گئے۔ اور کے۔ ایم ابراہیم صاحب بھی اپنی رخصت پوری کر کے واپس کوچی چلے گئے۔ انکے چلے جانے کے ساتھ ہی مسئلہ حیات وفات اور مسئلہ آمد مسیح بھی کچھ مدت کے لیے ٹل گیا۔ ۱۹۰۳ء میں پھر ای عبدالقادر واپس کنانور آیا اور مسیح موعود کی نسبت بہت سی نئی خبریں لایا۔ ان دنوں میں کے۔ ایم۔ ابراہیم نے بھی ملازمت چھوڑ دی اور واپس کنانور آ گیا۔ اسکے آنے سے دونوں دوست پھر اکٹھے ہو گئے۔ کے۔ ایم ابراہیم اور

ای عبدالقادر صاحب ہمیشہ مسیح موعود کا تذکرہ کرتے ایک دن
کہ ایم ابراہیم نے عبدالقادر سے کہا کہ اگر آپ کے پاس اس مسیح
کی کتاب کوئی ہے تو مجھکو دو۔

اونھوں نے ازالۂ اوہام پڑھنے کے لیے دی
ابراہیم اردو پڑھنی نہ جانتا تھا۔ مگر اس شوق میں کچھ اردو سیکھی
اور ازالہ اوہام پڑھی۔ ابراہیم صاحب نے مجھ سے ذکر کیا
کہ ازالہ اوہام پڑھتے پڑھتے بعض جگہ مجھے کوئی شبہ پڑجاتا
تب میں عبدالقادر صاحب سے دریافت کرتا۔ بعض
کا جواب وہ دیتے اور بعض کا نہ دے سکتے لیکن میں سخت
حیران ہوجاتا تھا۔ جبکہ میں دیکھتا تھا کہ جو شبہ یا اعتراض
مجھے پیدا ہوا ہے وہ الحکم کی ہر آنے والی اشاعت یا
اس سے دوسرے پرچے سے دور ہوجاتا۔ اور کبھی
ایسا اتفاق نہ ہوا کہ جواب کے لیے تیسرے پرچہ کا انتظار کرنا
پڑا ہو۔ اس امر کا میرے قلب پر وہ اثر پڑا کہ میرے قلب
میں ایک نور معرفت پیدا ہونے لگا۔

ابراہیم کو اردو پڑھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ ریویو
آف ریلیجنز کو شائع ہوئے ہوئے ایک سال
گزر چکا تھا۔ ای عبدالقادر نے ابراہیم صاحب کو کہا کہ
آپ ریویو منگوائیں مگر ان کا ہاتھ ملازمت چھوڑ دینے
کی وجہ سے تنگ تھا اسلیے وہ اسوقت نہ منگوا سکے۔

اب لوگوں کے گھروں میں یہ چرچا ہونے لگا کہ بعض
آدمی یہ خیال رکھتے ہیں۔ مگر اس خبر نے پوری شہرت
حاصل نہ کی۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں عبدالقادر صاحب کی
چھوٹے بھائی کو یا کٹی صاحب کی شادی تھی۔ اور
اسی غرض سے عبدالقادر اس شادی تک یہاں رہنا
چاہتا تھا۔

سنہ ۱۹۰۴ء کے ابتدا میں ابراہیم صاحب نے ایک خواب دیکھا

خواب

ایک مسجد میں ایک خوبصورت بزرگ دیکھا۔ کسی نے بتایا
کہ مسیح موعود ہیں اس مسجد کے دائیں طرف ایک باغ ہے اور
اسکے درخت پھلوں سے بھرے ہوئے ہیں جب
مسیح موعود نے انکو دیکھا تو ایک پھل توڑ کر انکو دیا۔

آپ اس خواب سے سمجھ گئے ہوں گے کہ ابراہیم
صاحب کو سنہ ۱۹۰۴ء میں مسیح موعود نے اپنی جماعت میں
داخل کرلیا اور خواب میں روحانی اثمار سے بہرور کیا۔
(مسجد امام کی جماعت ہوتی ہے) (باقی آئندہ)

نظم

از نتیجہ فکر جناب قاسم علیخاں صاحب قادیانی

کہوں یہ کیسے ترا خواستگار میں بھی ہوں
ترے غلاموں میں اک نابکار میں بھی ہوں
بجز خطا مجھے دعویٰ تو کچھ نہیں لیکن
نگاہِ لطف کا امیدوار میں بھی ہوں۔
جو تو ہو وہ گل محمود چشم نور نظم
بہت نگاہوں میں کھٹکے وہ خار میں بھی ہوں
تری جس ایک نظر سے جہان جی اٹھا۔
اسی نگاہ کا بیمار زار میں بھی ہوں۔
جو آرزو ہے کہ قدموں سے تیرے جا لپٹوں
تو راہِ شوق میں مثل غبار میں بھی ہوں
غبار بنکے کہیں راہ میں نہ دیجاؤں
تری رکاب میں اے شہسوار میں بھی ہوں
بنوں جو کوچہ کا تیرے میں اک ذرہ خاک
تو پھر کہوں گا کہ ہاں خاکسار میں بھی ہوں
جو میرا سر ہو فدا کاش تیرے قدموں پہ
تو پھر یہ کیوں نہ کہوں تاجدار میں بھی ہوں
جو تیرے ظل کرم میں ہے ہر کس و ناکس
تو قادیانی عصیاں شعار میں بھی ہوں

قابل توجہ

جن احباب نے ابھی تک باوجود اتنی دفعہ اعلان کرنے کے اپنی جماعتوں کی فہرستیں نہیں روانہ کیں۔

کیا ہم ان کی اس خاموشی سے یہ نتیجہ پیدا کر لیں کہ وہ اسدفعہ ہم سے اپنی جماعتوں کے اترنے کے لیے کوئی مطالبہ نہیں کریں گے؟ اگر وہ مطالبہ کرینگے تو کیسی افسوس کی بات ہو کہ بہت سے احباب نے باوجود سالہا سال کے تجربے کے ابھی تک ہمکو اطلاع نہیں دی۔ پسند کی مہربانی فرما کر جلد اطلاع بھیجدیں۔ والسلام

محمود احمد منتظم مکانات

شاہ صاحب کا سفر نامہ

اس دفعہ کے الحکم میں ناظرین شاہ صاحب کے سفرنامہ کو نہ پائیں گے جسکی وجہ یہ ہو کہ مکرم شاہ صاحب بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اُس وفد میں شامل ہو کر لاہور تشریف لیگیے جو جناب لاٹ صاحب پنجاب سے ملنے کے لیے گیا تھا۔

شاہ صاحب مکرم کو خود اس امر کا افسوس ہو کہ وہ کیوں اس اشاعت میں سفر نامہ کو نہ دیسکے۔ امید ہے کہ ناظرین اس فروگذاشت کو معاف فرماویں گے ٭

مسٹر ساگر چند صاحب۔ ۱۸ دسمبر کو مسٹر ساگر چند صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور آج بتاریخ ۱۹ دسمبر بوم جمعہ بعد از نماز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے دست مبارک پر بعد از غور و خوض بیعت کی اور واپس تشریف لے گئے۔

وفد۔ ممبران وفد ۱۹ تاریخ کو واپس تشریف لائے۔ مولانا سید سرور شاہ صاحب تو پہلے ہی تشریف لے آئے تھے۔

ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت اصلی

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُن کے خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کی اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے بتلائی اور فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

ممیرے کی قیمت فی تولہ ۵ر سرمہ فی تولہ عہ

ست سلاجیت فی تولہ ۱۲ر مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و دق شیخوخیت قائل کو رم شکم مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لیے مفید ہے ٭

المشتہر احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان دارالامان

آنکھیں بڑی نعمت ہیں

انکی قدر کرو اور اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہو تو اُسکے علاج میں سستی نہ کرو۔ خاکسار کو امراض چشم کے معالجہ کا اچھا تجربہ ہو۔ مرض کی تشخیص کیلیے پہلے معائنہ کرنا ضروری ہو اسکے بعد مناسب دوا دیجاتی ہو اور آنکھیں بنائی بھی جاتی ہیں۔ ناخونہ۔ موتیا بند۔ پڑوال۔ پھولا جالا لگرے۔ ضعف بصارت خارش چشم وغیرہ امراض میں تشخیص شدہ شکایات کے لیے خاکسار کی مفصلہ ذیل ادویہ جو بفضل خدا نہایت مفید و مجرب ہیں بذریعہ وی پی بھیجی جاتی ہیں دیگر امور بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیں۔

لگردن کی سرمہ	فی تولہ ۱۲ر	سرمہ نوری	فی تولہ ۸ر
گولی دافع ضعف بصر	ر عہ	سرمہ زنگاری۔ (از مولوی حکیم نورالدین حضرت	
خارش چشم کا انجن	ر ۸ر	طبیب شاہی رضی اللہ عنہ)	فی تولہ عہ
سرمہ مروارید	ر ۵ر	رگڑے کی گولی	ر ۱۲ر

ملنے کا پتہ

حکیم محمد اسمٰعیل (ڈگری والہ) مہاجر قادیان دارالامان ضلع گورداسپور